باب نمبر 18

مسئلہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاؤُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًا
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِالْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اتم برھانہ، واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں حامی بیکساں ختم الرسل مولا کل احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

نہایت ہی محتشم علماء کرام ارباب فکرودانش اور معزز حضرات وخواتین رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو اس نورانی ماحول میں ادارہ صراط مستقیم کی طرف سے فہم دین کورس کے اٹھارہویں درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ آپ سب کو اور اُن حضرات کو جو نیٹ پر اس پروگرام کو ملاحظہ کر رہے ہیں، سب کو اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور اس کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارا آج کا موضوع **مسئلہ حیات النبی ﷺ** ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے محبوب اور تمام کائنات کے تاجدار تمام رسل علیہم السلام کے قائد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی حیات برزخی حِسّی حقیقی دنیاوی کیساتھ روضہ پاک میں زندہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ وعدہ الٰہی کے مطابق آپ پر موت کا لمحہ طاری ہوا لیکن وہ موت ہمیشہ کیلئے برقرار نہ رہ سکی اور دوسرے ہی لمحہ میں آپ کی روح مبارک کو بدن میں لوٹا دیا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس حیات کی بدولت روضہ پاک میں زندہ ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے علم کی وجہ سے امت کے احوال پر مطلع بھی ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح کی حیات دی ہے جس کی وجہ سے وہ دور ونزدیک سے سن بھی لیتے ہیں

اور جو اُن کو سلام کہتا ہے وہ سن کر اس کے سلام کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں یہ ہمارے ہاں ہرگز تصور نہیں کہ کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس ایک لحہ موت کا انکار کرتا ہو وہ حقیقت ہے اور قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے۔

لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ موت ایسی موت نہیں تھی جسطرح کہ دیگر ذی روح افراد پر آتی ہے اور اس کے بعد اسکا تسلط ہو جاتا ہے۔

یہاں موت کی حقیقت کچھ اور تھی اور وہ بھی باقاعدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی چاہت کے مطابق آئی تھی۔ خالق کائنات نے آپ کو باقاعدہ اختیار دیا تھا اور اس اختیار کے ملے جانے کے بعد پھر آپ نے اللہ کے پاس جانے کو پسند فرمایا تھا جبکہ دوسرے لوگوں کا معاملہ اس سے برعکس ہے۔

تو ہمیں موت کے اطلاق کے لحاظ سے بھی اور موت کے آنے کے لحاظ سے بھی پھر دوسرے لوگوں میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح طور پر فرق کرنا چاہیے جو کہ عقیدہ کا حصہ ہے۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر 3654 میں یہ بات موجود ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں یہ الفاظ بولے تھے

اِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبۡدًا بَيۡنَ الدُّنۡيَا وَبَيۡنَ مَاعِنۡدَهٗ

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دے دیا ہے دنیا اور اس چیز کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ خالق کائنات نے ایک بندے کو اختیار دے دیا اگر چاہو تو دنیا میں رہو اور چاہو تو میرے پاس آجاؤ۔

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بولے تو سارے صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین اس پر خاموش بیٹھے تھے لیکن حضرت سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دیگر صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم حیران تھے کہ اس میں ایسی کون سی پریشانی کی وجہ ہے کہ جس کا اظہار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رو کے کر رہے ہیں تو کہنے لگے کہ ہمیں بعد میں اسکا پتہ چلا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرما دیا تھا کہ اللہ نے ایک بندے کو اختیار دے دیا ہے تو اُس بندے سے مراد خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تھی اور اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا تھا کہ اگر چاہو تو دنیا میں رہو اور چاہو تو میرے پاس آ جاؤ تو اس اختیار پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے پاس جانے کو پسند فرما لیا دیگر لوگوں کا خیال ادھر نہیں جا رہا تھا لیکن جو مزاج شناس نبوت تھے حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ فوراً اُن کی سوچ پہنچ گئی کہ یہ مسئلہ کیا ہو رہا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال کی خبر دے رہے ہیں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر پتہ چلا کہ دوسرے لوگوں کو اور دوسری ذوات کو موت آتی ہے تو فرشتہ آتا ہے اور روح قبض کر لیتا ہے پھر وہ چلا جاتا ہے نہ وہ کسی سے پوچھتا ہے نہ مشورہ کرتا ہے لیکن یہ وہ ذات ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ تمہاری مرضی ہے، چاہو تو دنیا میں رہو اور چاہو تو میرے پاس آ جاؤ۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دیئے ہوئے اختیار پر خود اپنی مرضی کے ساتھ اس بات کا چناؤ کر لیا کہ میں نے کار نبوت مکمل کر دیا پیچھے میرے صحابہ کرام کام چلائیں گے اور پھر آگے ہمیشہ اس امت کے علماء برحق کام کرتے رہیں گے اور میں نے اپنے رب کے پاس جانے کو پسند کر لیا ہے۔ تو پسند اختیار کی تھی تو یہ جو موت کا آنا تھا اسکا بھی دیگر تمام قسم کی اموات سے باقاعدہ طور پر فرق موجود تھا۔ وہ آئی وعدہ الٰہی پورا ہو گیا۔ روح مبارک نکلی اور اس کے بعد کوئی ایسی جگہ نہیں تھی اس بدن سے زیادہ

افضل ہوتی چونکہ جو بھی روح نکلتی ہے اگر اچھی ہے تو اسکو پہلے سے اچھا مقام دیا جاتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے زیادہ مقدس روح کون ہوگی اور جس بدن میں اس نے اتنے سال گزارے ہیں اس سے مقدس کونسی جگہ ہوگی۔

یہاں تک کہ سب علماء کے اتفاق سے عرش عظیم سے بھی بدن نبوی کی عظمت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کو زیادہ عظمت عطا فرمائی گئی ہے۔

یہاں تک کہ وہ مٹی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن سے مس ہوئی تو اُس کی عظمت کو بھی اجاگر کر دیا گیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے وہ روح مبارک جو قبض کی تھی اُس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر میں واپس لوٹا دیا اس کے بعد وہ جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا اور برزخ کا پردہ درمیان میں آ گیا۔

اگر چہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارک میں ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کے لحاظ سے پردہ موجود تھا چونکہ اُن کے لحاظ سے وصال کے سارے تقاضے مکمل ہو چکے تھے لہذا اُن پر لازم تھا کہ وہ قبر کی بھی تیاری کرتے اور مرحلہ تکفین و تدفین کے اندر بھی شریک ہوتے۔

جس طرح خالق کائنات جل جلالہ نے شہدا کو واضح طور پر احیاء کہا ہے۔

زندہ کہا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ

جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جائیں تو ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن اسکے باوجود وہاں انکار نہیں کیا گیا کہ جب وہ زندہ ہیں تو ہم اُن کا جنازہ کیوں پڑھیں ان کو ہم دفن کیوں کریں زندہ ہونے کے باوجود یہ سارے کام کیے گئے تو ایسے ہی یہ بھی صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کی ڈیوٹی تھی کہ وہ اس کام میں ضرور شرکت کریں۔

یہ میں وضاحت اس لئے کر رہا ہوں کہ کچھ لوگ محض اس لئے اعتراض کرتے ہیں کہ پھر صحابہ نے معاذ اللہ زندہ نبی کو دفن کیا؟ انہوں نے ایسا کیوں کیا ایسا کر کے انہوں نے کتنی بڑی بے ادبی کی؟ یہ ہرگز ایسا نہیں تھا وہاں چونکہ برزخ کا پردہ درمیان میں آچکا تھا اس کے لحاظ سے صحابہ کرام پر یہی لازم تھا اور انہوں نے ادب کے سارے تقاضے پورے کئے اور اپنی ڈیوٹی مکمل کی لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کو ایک لمحہ کے بعد آپ کے بدن میں لوٹا دیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو شہدا کرام کی حیات سے کہیں زیادہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔ جس کو شریعت مطہرہ میں اور قرآن وسنت میں تفصیل کے ساتھ جو آپ کی حیات کی شہدا کرام کی حیات پر فوقیت ہے اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

ان مختصر سی تمہید کے بعد یہ بات اب ذہن میں رکھیں کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے ایک لمحہ کے آنے کا انکار کرتا ہو یقیناً حیّ قیوّم صرف ایک ذات ہے اور حیّ لا یموت صرف ایک ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ وہ ہیں جن کو اللہ نے پیدا کیا اور موت کا جو لمحہ تھا وہ اپنے اختیار سے پسند کیا۔ وہ موت آئی اس کے بعد برقرار نہیں رہ سکی خالق کائنات جل جلالہ نے روح کو واپس لوٹا دیا ہے اور اب وہ زندہ ہیں اور یہ وہ زندہ ہیں جو حی یموت ہیں۔ یہ محبوب علیہ السلام حی بھی ہیں اور موت کا ذائقہ چکھا بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے جو حی لا یموت ہے نہ اس پر موت آسکتی ہے اور نہ ہی کبھی آئی ہے اور نہ ہی کبھی آئی گی وہ ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا قرآن مجید برہان رشید میں فرمان ہے۔

سورۃ النسآء کی آیت نمبر ۶۴ ہے۔

رب ذو الجلال فرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

اے میرے محبوب علیہ السلام جب وہ اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمہارے حضور حاضر ہو جائیں۔ جَآءُوْكَ

تمہارے پاس آ جائیں۔ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وہاں آپ کے پاس آ کر اللہ سے اپنی گناہوں کی معافی مانگیں۔

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول بھی اُن کیلئے سفارشی بن جائیں۔

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

تو وہ گہنگار اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا پالیں گے اور بہت مہربان پالیں گے۔

خالق کائنات جل جلالہ کا یہ قرآن اور یہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیثیت کو واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اگرچہ ہر جگہ ہے لیکن جب جاوٗک کے تقاضے پورے ہوں گے تو پھر لَوَجَدُوا اللہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پالیں گے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ سے پکارنے والے کی پکار کو سن لیتا ہے لیکن فرمایا جب اُن کو ایسی مشکل آ گئی کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے تو اب معافی چاہتے ہیں تو اُن کو آپ کے پاس آنا ہوگا آپ کے پاس جب وہ آئیں گے تو اس کی بنیاد پر وہ معافی مانگیں گے اور آپ اُن کی سفارش کر دیں گے اور اس سفارش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پابندی نہیں لگائی گئی کہ آپ نے فلاں امتی کی سفارش تو کرنی ہے لیکن فلاں کی نہیں کرنی یہ بھی کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ سفارشی

بالاذن کا مطلب یہ ہے کہ جونام اللہ نے لیا ہے اُسی کی سفارش کرنی ہے باقی کی نہیں کرنی۔

اذن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اذن عام دے دیا کہ جس کی بھی چاہتے ہو اُس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے تو آپ اُس کی سفارش فرما سکتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفارش فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس کو قبول کر لیتا ہوں اور جو گہنگار دعا کیلئے پہنچتا ہے اُس کی دعا قبول کرتا ہو اُس کیلئے توبہ کا دروازہ کھول دیتا ہوں یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی تھا اور آج بھی موجود ہے اُس وقت اگر کسی سے ایسا ہو جاتا تھا تو وہ پہنچتا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے دکھ کا درماں فرما دیتے اور بعد میں آج بھی اگر کسی کے پاس ایسے اسباب ہیں تو وہ وہاں چلا جائے اور اگر ایسا نہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے ساتھ امتی کا ایسا تعلق ہے کہ یہ جہاں بیٹھا ہوا اُن پر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے۔ وہ اُس پورے ماحول کو زیر توجہ کر لیتے ہیں۔ یہ جس وقت اپنی درخواست کو پیش کرتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حیات کیساتھ اس امتی کی سفارش فرما دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اس سلسلے میں دیگر حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 اور صفحہ نمبر 532 پر یہ حقیقت موجود ہے اور بالخصوص اس لئے اسکا حوالہ دے رہا ہوں کہ منکر حیات اس شخص کو اپنا امام بھی تسلیم کرتے ہیں۔

امام حافظ ابن کثیر نے یہ روایت کیا کہ امام عتبی کہتے ہیں

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صدیوں بعد میں روضہ پاک پہ بیٹھا ہوا تھا۔ جاء اعرابی

ایک دیہاتی آ گیا، ایک بدو آیا

فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اُس نے آ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا جو کہ پوری امت کا مزاج تھا اور ہے کہ وہ ایسے نہیں کہ معاذ اللہ مٹی میں مل گئے ہوں جو آتا ہے بولتا ہے اس کی سنتے ہیں اور سن کے جواب بھی دیتے ہیں اور مدد بھی فرماتے ہیں۔

جب اُس شخص نے السلام علیک یارسول اللہ کہا

امام عتبی بیٹھے ہیں اور یہ سب کچھ سن رہے ہیں تو اس شخص نے جو دیہاتی تھا سادہ تھا لیکن انداز اسکا بڑا عجیب تھا اور مبنی بر حقیقت تھا کہنے لگا۔

سَمِعْتُ اللّٰہَ یَقُوْلُ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآؤُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

میں نے اللہ کا یہ کلام سنا کہ جب تم جانوں پہ ظلم کر بیٹھو تو ان کے پاس آ جاؤ اور وہاں آ کر اپنی بات بیان کر دو وہاں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو یہ سفارش کریں گے تمہارا کام بن جائے گا۔

یہ آیت پڑھنے کے بعد وہ شخص کہتا ہے۔

قَدْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے پاس آ گیا ہوں اور خود نہیں آیا آیت کا حوالہ دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں پہنچ جایا کرو۔

میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِیْ

اس حال میں کہ میں اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اللہ سے بخشش چاہتا ہے۔ مُسْتَشْفِعًا بِکَ

اور اس حال میں پہنچا ہوں کہ آپ سے سفارش بھی کروانا چاہتا ہوں۔

مُسْتَشْفِعًا بِکَ

اس میں کَ ضمیر خطاب ہے یعنی سرکار کو اپنے سامنے موجود سمجھتے ہوئے کہا مستشفعًا بک میں آپ کی سفارش چاہتا ہوں کہ آپ بھی میری سفارش فرمادیں تاکہ خالق کائنات جل جلالہ میرے لئے در توبہ کھول دے اور رحمتوں کا نزول ہو جائے۔

یہ کہنے کے بعد اُس نے بڑی محبت سے یہ اشعار پڑھے جو آج بھی روضہ مبارک کے ستون کی جالی پر لکھے ہوئے ہیں، اگر چہ ظالموں نے بہت کچھ مٹادیا لیکن یہ اشعار ابھی تک وہاں لکھے ہوئے ہیں۔ جو اُس وقت امام عتبی سن رہے تھے اور دیہاتی مومن اشعار پڑھ رہا تھا کہتا ہے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے لوگ بھی اس زمین میں دفن ہوئے آپ ان سب کے سردار ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔

قاع اُس زمین کو کہتے ہیں جو پہاڑوں سے تھوڑی سی ہٹ کے ہو اور وادی کے اندر آئی ہوئی ہو اور وہ اونچی پہاڑی نہ ہو تو آپ اس زمین کے اندر آرام فرما ہیں۔ آپ کا بدن مبارک یہاں پر موجود ہے۔

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

آپ کے بدن کی خوشبو سے آپ کے اعضاء کی خوشبو سے یہ زمین بھی خوشبودار ہو گئی ہے اور جو دور دور تک پہاڑیاں اور ٹیلے ہیں سب سے خوشبو آرہی ہے اس جگہ جو اُس کا انداز ہے وہ بھی بڑا نرالہ ہے۔

یاخَیْرَ مَنْ یہ بھی لوگوں کو جو لفظاً یا پر اعتراض ہوتا ہے کہ بعد از وصال یہ نہیں بولنا چاہیے پہلے بھی اُس نے آ کے یارسول اللہ کہا اور پھر یا خیر من دُفِنَتْ جتنے بھی اس مرحلہ تدفین میں پہنچے جتنے بھی اس جگہ دفن ہوئے اُن سب میں سے آپ بہتر ہیں میں آپ کو خطاب کر رہا ہوں۔اور فرمانے لگا

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ وَاَنْتَ سَاکِنُہٗ

میری جان اس قبر پہ فدا ہو جائے جس میں آپ موجود ہیں آپ کی ذات تو ذات رہی لیکن میرے محبوب علیہ السلام

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ وَاَنْتَ سَاکِنُہٗ

کتنا ادب ہے کہ جس قبر میں آپ محوآرام ہیں جس جگہ آپ آرام فرما رہے ہے۔میری جان بھی اس جگہ پہ فدا ہو جائے۔

فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَم

یہ قبر جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس میں پاکدامنی ہے۔اس میں کائنات کا جود آرام فرما ہے اور اس کے اندر کائنات کا کرم موجزن ہے اُس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو جود عفاف اور کرم کے ساتھ تعبیر کر رہا ہے کہ یہ عام نہیں جس طرح کوئی مردہ کسی قبر کے اندر پڑا ہو یہ قبر تو کائنات میں سب سے بڑا مرکز برکت ہے اور مرکز عطا ہے۔

فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَم

زمانے بھر میں کہیں سے بھی اتنا نہیں ملتا جتنا یہاں سے ملتا ہے۔فیہ الجود یہاں پر جود وسخا ہے اور یہاں پر عفاف اور تقدس ہے والکرم اور یہاں پر اللہ تعالٰی کے کرم کے مناظر نظر آ رہے ہیں۔

جس قبر کے اندر اے محبوب علیہ السلام آپ تشریف فرما ہیں۔

امام عتبی کہتے ہیں وہ دیہاتی یہ اشعار پڑھ کے رخصت ہو گیا میں وہاں بیٹھا تھا کہتے ہیں۔ اسی دوران

غَلَبَتْنِیْ عَیْنَیَّ

مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا میری آنکھیں فورا بند ہو گئیں، میں جب نیند میں پہنچا تو

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا وہاں بیٹھے بیٹھے ابھی وہ دیہاتی گیا ہی تھا کہ اُس کی برکت کی وجہ سے میرا بھی کام بن گیا میں نے جب آنکھیں بند کیں مجھ پر نیند طاری ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ فرمانے لگے۔

یَاعَتَبِی اَلْحِقِ الْاَعْرَابِیَّ

اے عتبی میرا وہ امتی جو ابھی درخواست پیش کر کے گیا ہے تم اُس کے پیچھے جاؤ اُس کو جا کر فَبُشِّرْہُ یہ خوشخبری سنا دو۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَہٗ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما رہا ہے۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صدیوں بعد کی بات ہے۔ ایمان ہو تو ایسا ہو اور ایمان جب ایسا ہے تو کام بھی ایسا ہی بن جاتا ہے وہ سادہ انسان آ کے جھگڑ پڑا اللہ نے فرمایا تھا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآؤُوْکَ

اب میں آ گیا ہوں اور میں اسی عقیدے سے آیا ہوں کہ آپ میری سفارش کریں گے اب میں بول رہا ہوں میری سن لو اور میری سفارش کر دو اور کس خوبصورت انداز میں اُس نے اشعار پڑھے جو آج بھی امت کے تسلسل میں ہمارا یہ عقیدہ ہے۔

اور جس وقت بات ہوئی ہے زیادہ دیر نہیں لگی وہ فارغ ہوئے ہیں اب کام تھا کہ حضور علیہ السلام سنتے سمجھتے پھر دربار مین سفارش کرتے پھر اللہ تعالیٰ معاف کرتا

اور پھر اس امتی کا کام بن جاتا۔

چند لمحوں میں یہ سارے مراحل پورے ہو گئے ہیں محبوب علیہ السلام نے سن بھی لیا اور سمجھ بھی لیا ہے اسکا مقصد کیا ہے یہ جان بھی لیا ہے اور پھر اللہ سے رابطہ بھی کر لیا ہے اور اللہ سے بخشوا بھی لیا ہے اور پھر یہ خوشخبری سنوا بھی دی ہے کہ جاؤ اس کو کہہ دو کہ صرف یہ نہ سمجھنا کہ ابھی تمہاری درخواست پیش ہوئی ہے بلکہ اس درخواست پر اللہ نے جواب دیا ہے کہ میں اس کی بھی خبر دے رہا ہوں کہ میں نے درخواست کر دی ہے اور میرے رب نے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ظاہری حیات جو بعد از وصال ہے یہ ہمارے نزدیک حسی ہے حقیقی ہے اور دنیاوی ہے اور یہ حیات شہداء کی حیثیت سے کہیں بالاتر ہے۔ شہدا کو ایسی حیات نہیں ملتی۔ جس طرح کہ خالق کائنات جل جلالہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے اور یہ واضح ہے کہ جب شہدا کو آپ کے صدقے ملی ہے تو ان کی حیات کی حیثیت اور ہے ہمارے محبوب علیہ السلام کی حیات کی حیثیت اس سے بالکل مختلف ہے۔

اس واسطے حضرت شیخ عبدالحق مدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت لکھا جواب یہ اختلاف کی بات چلی ہے اُس وقت کوئی اسکا وجود نہیں ملتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت اپنی کتاب سفر السعادات کے اندر اس بات کو تحریر کر دیا۔

سفر السعادات کے صفحہ نمبر 172 پر لکھتے ہیں۔

(کہ حیات انبیاء علیہم السلام بحیات حسی دنیاوی موصوف اند)

حسی کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہیں کہ حیات ہے لیکن اُن کے بدن کو پتہ ہی نہیں کہ میں زندہ ہوں یا میں مردہ ہوں۔ حیات حسی ہے جو انہیں خود محسوس ہوتی ہے اور

کوئی کشف والا ہوتو اسے بھی محسوس ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کو وہ خود محسوس کروادیتے ہیں یہ حیات حسی ہے۔

اور آپ کی حیات دینوی ہے۔اسکا مطلب یہ ہے کہ جو دنیا میں آثار مرتب ہوتے ہیں وہ سرکار کی حیات پر اور انبیاء علیہم السلام کی حیات پر بھی مرتب ہوتے ہیں کوئی بلائے اس کی بات کو سن لینا سمجھ لینا قبر میں نماز پڑھ لینا اور قبر میں اللہ کا دیا ہوا رزق کھالینا قبر کے اندر رہتے ہوئے حالات پر مطلع رہنا، قبر کے اندر رہتے ہوئے امت کے حالات سے واقف ہونا اور جو سلام کرے اُس کے سلام کا جواب دینا اور جو مدد چاہے اللہ کے اذن سے اُس کی مدد کر دینا۔ یہ حیات حسی اور دنیوی کا مطلب ہے۔

موصوف اندبالاتر از حیات شهداء

یہ انبیاء علیہم السلام کی جو حیات ہے یہ حیات شہدا سے کہیں زیادہ اونچی ہے

کہ ایں حیات معنوی اخروی است

کہ شہداء کی جو حیات ہے وہ معنوی ہے وہ حسی نہیں اور ان کی حیات اُخروی ہے وہ دنیوی نہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حیات حسی ہے اور حقیقی ہے اور دنیوی ہے اسی وجہ سے ہی تو خالق کائنات نے حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا جب وصال ہو جاتا ہے تو اُن کی زوجہ سے کسی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔کسی حال میں بھی نہیں ہوسکتا۔اسواسطے کہ جن کے شوہر زندہ ہوں اُن سے آگے کسطرح نکاح ہو سکتے ہیں۔لیکن شہدا جس کے بارے میں قرآن بل احیاء کہہ رہا ہے وہ زندہ ہیں لیکن پھر بھی ایسی زندگی نہیں جیسی انبیاء کی زندگی ہو۔اسواسطے شہداء کی وفات کے بعد اُن کی ازواج کا آگے نکاح ہوسکتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے ایسی زندگی عطا کر رکھی ہے کہ جو شہداء کرام کی حیات سے اتنی بالاتر ہے کہ ان کے عقد میں جو ازواج

آ گئی ہیں وہ ان کے وصال کے بعد کسی اور کے عقد میں نہیں جا سکتیں۔ تو کتنی سوچنے کی بات ہے کہ قرآن نے جن کو بل احیاء کہا اُن کی حیات تو بندے تسلیم کر لیں۔ لیکن جن کے صدقے میں اُن کو حیات ملی ہے اُن کی حیات کا انکار کر دیں۔ حیات شہداء ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ حیات انبیاء اس سے بڑی حقیقت ہے اور اتنی بڑی حقیقت ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس وقت لکھا۔

دریں مسئلہ ہیچ کس رااز علماء امت خلاف نیست

حیات انبیاء کے بارے میں پوری امت میں سے ایک عالم دین کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ دسویں صدی ہجری کے اندر انہوں نے اس بات کا اعلان کیا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی ہجری کے بعد اپنی اس حقیقت کو کہ امت اس وقت تک جس عقیدے پر موجود تھی بیان اور واضح کر دیا کہ امت میں سے کوئی انسان بھی نہیں ہے جو قابل ذکر ہو اور اُس نے انکار کیا ہو یہ بعد کی پیداوار ہے جو کچھ لوگوں نے اپنے اختلافات بنائے اور اس قطعی عقیدے کے خلاف بھی بولنا شروع کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ السلام کی حیات مبارکہ امت کا اتفاقی مسئلہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بھی امت اس عقیدے کی لطافت کو محسوس کرتی ہے اس واسطے بچے بچے سے پوچھ لو

لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

کا مطلب کیا ہے تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو یہ کہے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے نہیں نہیں بلکہ بچہ بچہ بولے گا کہ اللہ کے رسول ہیں۔ تو جب اُن کی رسالت کے ڈنکے بج رہے ہیں تو اُن کی حیات کے بھی ڈنکے بج رہے ہیں۔

محتشم سامعین حضرات

اس سلسلے میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی تشریحات فرما دی ہیں کہ اب مزید کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اور شک کا کوئی پہلو بھی باقی نہیں رہا

سنن ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر 1047

باب فضل یوم الجمة ولیلة الجمعة

یہی حدیث شریف ابن ماجہ میں حدیث نمبر 1636 ہے۔

اور یہی حدیث نسائی شریف میں موجود ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ

میری امت تمہارے افضل دنوں میں سے ایک افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اور بھی افضل ہیں لیکن ان میں سے ایک افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن کی فضیلت کی تاریخ کیا ہے فرمایا فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا یوم میلاد ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وَفِیْهِ قُبِضَ

اور اسی دن آپ کا وصال بھی ہوا۔ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعِقَةُ

اسی کے اندر صور پھونکا جائے گا جب قیامت برپا ہوگی اور اسی دن لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اس دن کی یہ حیثیت بیان کرتے ہوئے میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے جب یہ ماضی اور مستقبل کے لحاظ سے اتنا تاریخی دن ہے تو میری امت مجھے بھول نہ جانا۔

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ

اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا۔ اب اس بات کو بھی ذہن میں رکھو کہ مقصود کیا ہے کہ قیامت اسی دن میں ہے تو یہ دن سخت ترین ہوگا تو اس میں وہ کام

کرلو جس کی برکت سے سختی ٹل جائے اور اُس دن حشر کی ہولنا کیاں ہیں اُس دن کہا جائے گا پہلے ان کا اس دن یہی معمول ہوتا تھا جب درود وسلام کے سائے تلے بیٹھے تھے۔ اگر چہ آج قیامت ہے مگران کا آج وہ اعزاز برقرار ہونا چاہیے۔

قیامت کے دن کا تعارف کروا کے فرمایا پھر جب یہ بات ہے کہ اسی دن قیامت آئے گی تو میری امت مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا اور یہ بات بھی ضمناً عرض کر دوں کہ جمعہ کو ہماری عید کہا گیا۔

اَلْجُمُعَةُ عِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ

جمعہ مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے۔ لیکن یہ ایک پیغمبر علیہ السلام کا یوم وصال بھی ہے تو پتہ چلا کہ اگر انبیاء علیہم السلام کے ولادت کے دن اگر وصال ہو جائے تو اُس دن کا عید ہونا پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ پھر بھی عید ہوتا ہے، جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کو ہی پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن وصال ہو گیا لیکن پھر بھی ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یہ جمعہ تمہاری عید ہے۔ اسواسطے کہ جو ولادت سے نور آیا تھا وہ وصال کی وجہ سے ختم نہیں ہو گیا پھر بھی باقی ہے اور ایسے ہی ہمارے محبوب علیہ السلام کی آمد اور تمام مسئلہ ہے اسکو زیر غور کر لیجئے۔ اب اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمار ہے ہیں اس دن مجھ پر کثرت سے دورد پڑھنا۔ کیوں فرمایا۔

فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ

اس واسطے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں تمہارا درود سنتا رہوں گا تم پڑھتے رہو گے۔ فَاَکْثِرُوْا

مجھ پر زیادہ درود پڑھنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارا کوئی درود سن نہیں رہا اور پہنچ نہیں رہا۔ تمہارا درود پہنچے گا اور میں سنوں گا۔

قالواصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال پوچھ کے ہماری الجھن کو دور کردیا۔ کہنے لگے یارسول اللہ علیہ وسلم

کَیۡفَ تُعۡرِضُ عَلَیۡکَ صَلٰوتُنَا وَقَدۡاَرَمۡتَ

ابھی تو ہم حاضر خدمت میں ہیں درود پڑھتے ہیں لیکن ایک وقت وہ بھی آجائے گا جب وعدہ الٰہی پورا ہوگا ہم پیچھے رہ جائیں گے۔آپ اپنے روضہ پاک میں تشریف لے جائیں گے۔تو پھر ہم کیسے درود پڑھیں گے۔

اب تو ہم سامنے بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور آپ سنتے ہیں اور آپ تو درود پڑھنے کا حکم قیامت تک کی ساری امت کو دے رہے ہیں۔تو جب آپ کا وصال ہوجائے گا موت آجائے گی وقد اَرَمۡتَ کا معنیٰ ہے کہ جب آپ بوسیدہ ہوجائیں گے تو پھر کیا ہوگا تو پھر کس کو ہم درود سنائیں گے۔کون درود سنے گا۔کس کو درود پڑھیں گے اور کس عقیدہ سے ہم درود پڑھیں گے جب یہ سوال کیا گیا تو میرے محبوب علیہ السلام کی مقدس زبان سے یہ لفظ نکلے جس نے قیامت تک کے عاشقوں کو سکون کے پیالے پلادیئے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الۡاَرۡضِ اَنۡ تَاۡکُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِیَاءِ

میرے صحابہ موت کی باتیں کیا کرتے ہواور بوسیدہ ہونا یا پرانا ہونا اس کا تمہارے نزدیک کیا تصور ہے۔وہ اور ہیں جو مرتے ہیں مرجاتے ہیں۔سن لو بے شک اللہ نے زمین پر حرام کررکھا ہے وہ کسی بھی پیغمبر کو چھیڑ نہیں سکتی جسم کو کھا نہیں سکتی۔اللہ کے نبی کا جسم قبر میں بھی سلامت ہوتا ہے۔اب سوال اور جواب کی مناسبت سنیئے۔

سوال یہ نہیں تھا کہ جسم سلامت رہے گا یا نہیں رہے گا اور محض ایک تھوڑا سا تصور پیش کیا گیا تھا۔اصل مسئلہ تھا درود پہنچنے کا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات کی جلد نمبر 1 کے اندر اسکی

وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حیات سے اتنا واضح طور پر کنایہ ہے کہ بدن پڑا ہوا اور اس میں کوئی حیات نہ ہو اور احساس نہ ہو تو پھر صلوۃ پڑھنے کا فائدہ کیا ہوگا اور سوال کے جواب کی حیثیت کیا ہوگی یہ کنایہ ہے کہ اصل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لفظ بولنا کہ ہمارے جسم محفوظ رہیں گے۔ اس میں یہ اعلان تھا کہ ہماری حیات برقرار رہے گی جو تم پڑھتے رہو گے ہم اُس کو سنتے رہیں گے۔

آپ نے واضح طور پر فرما دیا۔

حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ پیغمبر کے جسم کو کھائے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اگلی حدیث میں یہ لفظ تفصیل سے آجائیں گے لیکن یہاں پر یہ فرمایا کہ زمین پر اجساد انبیاء کو حرام کر دیا گیا تو کہاں تک ان لوگوں کی سوچ جو بیان توحید میں یہاں تک گذر جاتے ہیں کہ جب تک معاذ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ لفظ نہ بول دیں کہ وہ مٹی میں مل گئے اور ساتھ ارد گرد کی باتیں نہ کریں تو ان کو چین نہیں آتا۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تو اس حقیقت کو قیامت تک کیلئے واضح کر رہی ہے فرمایا صرف میرا ہی نہیں مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کے اجسام اور میرا جسم قبور کے اندر محفوظ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ سب کو حیات عطا فرماتا ہے۔

اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تھا کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی عظمت ہے لیکن جو لوگ درپے ہی اس کے ہیں کہ ہم نے کوئی رخنہ تلاش کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں درود پیش تو کیا جاتا ہے لیکن خود نہیں پہنچتا اور خود نہیں سنتے کوئی سناتا ہے تو پھر سنتے ہیں، وہاں فرشتے جا کے پیش کرتے ہیں تو سن لیتے ہیں۔ اگر چہ یہ بات بھی ہمارے ہی عقیدہ کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مر کے مٹی میں مل گئے ہوتے پھر تو جا کر ہزار فرشتے بھی آوازیں دیتے رہتے تو کون اُن کی آواز کو سنتا۔

سرکار اُس کو سنتے ہیں تو فرشتے وہاں جا کے پہنچاتے ہیں تو پتہ چلا کہ آپ سننے کے قابل ہیں اور اس طرح کوئی بھی نہیں سنتا جس طرح کہ وہ سنتے ہیں اور اس قدر چمک قبر مبارک میں موجود ہے۔ فرشتوں کا پیش کیا ہوا درود سنتے ہیں اور یہ معروضۃ کے الفاظ اس واسطے ہیں کہ یہاں سے کوئی بولے گا تو آپ کے کان سن نہیں سکیں گے جو فرش پہ بیٹھ کے آسمان کی آوازیں سن لیتے ہیں وہ یہاں سے وہاں تک سنتے ہیں اصل میں یہ ادب اور احترام ہے۔ کس کا؟

ایک تو درود شریف کا دوسرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا کہ یہ ادب سے پیش ہونا چاہیے فرشتے نور کی پلیٹوں میں رکھتے ہیں اور جا کے پیش کر دیتے ہیں۔ اس سے تو یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس دربار کا ادب اتنا زیادہ ہے کہ انہیں خود تکلف نہ کرنا پڑے اُن کے دربار میں پیش کیا جا رہا ہے جیسے درجنوں احادیث میں ہے کہ جس وقت کوئی سبحان اللہ کہتا ہے الحمد اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے فرشتے نور کی پلیٹوں میں رکھتے ہیں اور اللہ کے دربار میں جا کے پیش کر دیتے ہیں تو کیا کوئی یہ کہے گا کہ اللہ کو ویسے سنائی نہیں دے رہا تھا فرشتے لے گئے ہیں تو پھر پتہ چلا نہیں نہیں جیسے وہاں یہ بات نہیں ایسے ہی اللہ کے فضل سے یہاں بھی یہ بات نہیں ہے۔ ہر جگہ سے خود بھی سن لیتے ہیں لیکن ادب یہ ہے کہ فرشتے دربار میں پیش کر دیتے ہیں۔

محتشم سامعین حضرات حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جس کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ حدیث شریف ''ابن ماجہ'' کے ''باب ذکر وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے اندر ہے اور حدیث کا نمبر 1637 ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اس کی روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ

اب اس حدیث شریف کا مضمون پہلی حدیث سے مختلف ہے آگے جا کے سوال ایک طرح کا ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھو کیوں؟ فرمایا یہ دن یوم مشہود ہے، مشہود شہادت سے بنا ہے کہ اس دن گواہی دینے والے تمہارے بارے میں گواہی وصول کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں جا کے گواہی دینی ہوتی ہے۔ وہ آ کے دیکھتے ہیں کہ تم کیا کر رہے ہو، وہ کون ہیں۔ فرمایا

تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃَ

اس دن فرشتوں کی خصوصی ڈیوٹی ہوتی ہے جاؤ اور زمین پر جا کے دیکھو کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں اور یہ بھی اللہ نے نظام بنا رکھا ہے جانتا تو ویسے بھی ہے لیکن وہ فرشتوں کو بھیجتا ہے۔

ہمارے محبوب علیہ السلام فرما رہے ہیں میری امت اس دن درود کثرت سے پڑھو کیونکہ فرشتے آئیں گے اور جب تم مجھ پر درود پڑھ رہے ہو گے تو حاضری اچھی لگ جائے گی۔ یہ علت بیان کر دی کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو یہ نہیں فرمایا کہ میں کوئی تمہارا محتاج ہوں فرمایا نہیں فائدہ تمہارا ہے۔

اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

کثرت سے تم مجھ پر درود پڑھو کیوں لانہٗ مشھودٌ یہ یوم مشہود ہے۔

تَشْھَدُہٗ الْمَلَا ئِکَۃُ

فرشتے آ کے مشاہدہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں پھر جا کے اللہ کے دربار میں تمہاری کاروائی بیان کرتے ہیں جب وہ آئیں گے تم درود و سلام پڑھ رہے ہو گے رب کے دربار میں جا کے کہہ دیں گے اور ساتھ تمہارے ہفتے بھر کا کیا ہوا بھی پیش ہو گا ہر ایک کا رجسٹر اللہ کے دربار میں سامنے ہو گا، چونکہ ایک روزانہ کا حساب ہے اور ایک ہفت روزہ ہے۔ ماہانہ ہے اور

سالانہ ہے تو جب ہفتے بھر کے تمہارے اعمال اللہ کے دربار میں سامنے ہونگے ہوسکتا ہے کہ کتنی کجی اُس میں ہوگی،ہوسکتا ہے کتنی خطائیں ہوں،ہوسکتا ہے کتنی قابل گرفت باتیں ہوں۔لیکن جب ساتھ یہ بھی پہنچے گا کہ آج یااللہ جب ہم آئے تھے تو وہ درود پڑھ رہا تھا اور جب گئے تھے تو پھر بھی وہ درود پڑھ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوی امید ہے کہ وہ ہفتے بھر کے گناہوں کو اسی صدقے میں معاف فرمادے کہ فرشتو ٹھیک ہے ہفتہ بھر تو اس سے ایسا ہوتا رہا لیکن تم خود گواہی دے رہے کہ وہ درود پڑھ رہا تھا اور میرے محبوب علیہ السلام کو یاد کر رہا تھا۔تو ان حکمتوں کے پیش نظر اور ان کے علاوہ بھی درجنوں حکمتیں موجود ہیں میرے محبوب علیہ السلام نے فرمادیا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کہ اس دن فرشتے تمہیں دیکھنے کیلئے آتے ہیں اور اُن کو تم تب اچھے لگو گے جب تم میرے ساتھ محبت کر رہے ہو گے۔درود پڑھتے رہنا تاکہ فرشتے تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائیں اور اللہ کے دربار میں تمہاری اچھی حاضری لگوادیں۔اس کے ساتھ آپ نے ایک اور جملہ ارشاد فرمادیا اور یہ بھی قیامت تک کے غلاموں کیلئے بہت بڑا سند یسہ ہے۔فرمایا

اِن احدًالَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَّى صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا

فرمایا کہ کوئی بھی تم میں جب درود پڑھے گا آج یا کل قیامت سے ایک صدی پہلے یا قیامت تک جب بھی یہاں بیٹھا ہوا یا دور کہیں جدھر سے بھی سلام پڑھے گا وہ سلام مجھ پہ پیش ہوگا تو کیا ہوگا میں سنوں گا کتنا سنوں گا فرمایا۔

حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا

اُس وقت تک سنوں گا جس وقت تک وہ سنائے گا،میں تھکوں گا نہیں میں تھکاوٹ کا اظہار نہیں کروں گا کہ یہ امتی مجھے آرام ہی نہیں کرنے دیتے بار بار سلام کہہ رہے ہیں اور بار بار صلوۃ کہہ رہے ہیں مجھے بار بار توجہ کرنا پڑتی ہے۔فرمایا نہیں نہیں ایسی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت ہے،اگر کروڑ بلائیں گے تو میں کروڑ کا سنوں گا۔

اگر ارب بلائیں گے تو میں ان سب کا سنوں گا۔کوئی بھی پڑھتا جائے گا میں سنتا جاؤں گا اور یہ میں نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا ہے۔کوئی بھی اس طرح نہ پڑھے اس لہجے میں نہ پڑھے اس عقیدے سے نہ پڑھے کہ میں جو پڑھ رہا ہوں وہ ہواؤں میں شامل ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں ادھر حاضری لگ بھی رہی ہے یا نہیں لگ رہی یا جواب بولا ہے یہ سنا گیا ہے یا نہیں سنا گیا فرمایا۔ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا

اگر اس نے سو بار پڑھا ہے میں سو بار سنوں گا اس نے ہزار بار پڑھا ہے تو میں ہزار بار سنوں گا۔اگر وہ گھنٹہ پڑھے گا تو میں گھنٹہ کان لگاؤں گا اگر دو گھنٹے پڑھے گا تو میں دو گھنٹے سنوں گا۔ پہلے وہ پڑھنا بس کرے گا پھر میں اپنا کان پیچھے ہٹاؤں گا۔

حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا

اب ان الفاظ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ یہ حیثیت ہوتی ہے کہ آپ بغیر روح کے لیٹے ہوئے ہیں بدن تو سلامت ہے۔باقی فرشتوں کا کام ہے کہ وہ صلوۃ وصول کریں اور وہ جواب دیتے رہے اور اگر یہ ایک حیثیت ہوتی تو ہرگز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں یہ نہ فرماتے بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں سنتا رہتا ہوں۔

کب تک میں سنتا ہوں "حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا" پہلے پڑھنے والا فارغ ہوتا ہے پھر میں اُس کی طرف سے فارغ ہوتا ہوں اور یہ واضح بتا دیا ہے کہ کوئی غفلت و سستی کے ساتھ مجھے سلام نہ کہے یاد تو مجھے کر رہا ہو لیکن دھیان کہیں اور ہو تو پھر یہ بے ادبی ہو جائے گی، مجھے یاد بھی کرنا اس عقیدے کے ساتھ کہ ہر وقت مسلسل تمہاری بات پہنچ رہی ہے اور میں تمہاری طرف توجہ بھی کر رہا ہوں۔

ایسے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

قلت میں نے کہا وَبَعْدَ الْمَوْتِ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب موت کا وقت آجائے گا تو پھر کیا ہوگا موت کے بعد کیسا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

فرمایا بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر رکھا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھا نہیں سکتی تو مطلب اسکا کیا ہے آپ نے خود بیان کر دیا۔ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ

پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے قبر میں بھی "نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ" اللہ کا نبی زندہ ہے تو یہ کیسی زندگی ہے کیا محسوس یا غیر محسوس حسی یا غیر حسی اُس کا دنیاوی عادات کے ساتھ تعلق ہے کہ نہیں آپ نے فرمایا یرزق قبر میں اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے یوں نہ سمجھو کہ جس طرح ٹیسٹ ٹیوب میں کوئی پڑا ہوا اور غیر محسوس ہو اور اس کی کوئی حیثیت نہ ہو فرمایا نہیں نہیں اللہ کا پیغمبر اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور زندگی اس حالت کی ہوتی ہے کہ وہ رزق وصول بھی کرتا ہے اور رزق تناول بھی کرتا ہے اور رزق اس مقام کے لائق ہوتا ہے۔ تو میرے محبوب علیہ السلام نے واضح فرما دیا کہ اے ابو درداء سب تک میرا پیغام پہنچا دینا وہ اور ہیں جو مر کے مر جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں جو موت کا ذائقہ چکھ کے بھی زندہ رہتے ہیں۔

اب "نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ" "اللہ کا نبی زندہ ہے۔ یہ نعرہ ہمارا بنایا ہوا نہیں ہے یہ تو محبوب علیہ السلام کا پڑھایا ہوا نعرہ ہے۔ نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ.

اللہ کا نبی زندہ ہے اُدھر یہ ہے۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

وہ بھی حی ہے یہ بھی حی ہے لیکن فرق زمین و آسمان سے بھی زائد ہے وہ حی ہے اس کو حیات کسی نے عطا نہیں کی یہ حی ہیں اُس کی دی ہوئی حیات سے حی ہیں اور وہ زندہ

ہیں۔وہ ایسا حی ہے کہ جس پر زوال نہیں جس پر موت نہیں جن پر ایک لمحہ کیلئے بھی فنا نہیں،جس پر کوئی ایسا حملہ ہو نہیں سکتا۔یہ بھی حی لیکن موت کا ذائقہ چکھ لینے کے بعد بھی حی ہیں موت ضرور آئی تھی وعدہ پورا ہو گیا تھا،مگر خالق کائنات جل جلالہ نے ایسی چمک دی ہے جس کی بنیاد پر پورا بدن چمکتا ہے اور حیات برقرار ہو جاتی ہے۔

اب دیکھئے قرآن مجید تو یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ جو نیک کام کرے۔

فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

ہم اُس کو پاکیزہ زندگی دیں گے محض نیکی کی بنیاد پر لیکن وہ سینہ جس میں نبوت موجود ہو وہ مٹی میں مل جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا "فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ" کے الفاظ کے ساتھ کہ ہر مومن کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے اور اسی سے لذت ملتی ہے۔ مجھے اس معاملے پر بڑا افسوس ہے کہ وہ امتی ہو کیسے سکتا ہے اور اُس کو ایمان کی چاشنی کیسے مل سکتی ہے جو اپنے نبی کو معاذ اللہ مٹی میں ملا ہوا سمجھتا ہو اور انکے بارے میں لفظ مردہ بولتا ہو اور اس طرح کی باتیں کرتا ہو۔اس کو ایمان کی لذت یا ایمان کا پتہ کیسے چل سکتا ہے ہم تو ہر لمحہ ایمان کی لذت محسوس ہی اس لئے کر رہے ہیں کہ جن کا کلمہ پڑھا ہے خالق کائنات نے اُن کو یوں چمک دی ہے کہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عرض کر رہا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث شریف کو روایت کرتے ہیں۔

یہ حدیث شریف ابوداؤد میں بھی ہے اور بیہقی نے الدعوات کبیر میں بھی اس کو روایت کیا یہ مشکوۃ المصابیح کے صفحہ 86 پر موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ

آپ نے فرمایا جو بھی مجھے سلام کہتا ہے یا کہے گا اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دے گا چونکہ اُس وقت تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ بات تھی ساری بعد کے معاملے کی۔ کہ جب وصال ہو جائے گا تو پھر کیا ہوگا تو میرے محبوب علیہ السلام نے یہ الفاظ بول دیئے "مَا مِنْ اَحَدٍ"

عربی گرائمر کے لحاظ سے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو بھی آج پڑھے یا دس صدیوں بعد پڑھے چھوٹا پڑھے یا بڑا پڑھے۔ عربی پڑھے یا عجمی پڑھے اردو میں سلام پڑھے یا انگلش میں پڑھے عربی میں پڑھے یا پشتو میں پڑھے جو بھی مجھے سلام کہے جس طرح بھی سلام کہے جس وقت بھی سلام کہے جس جگہ سے بھی سلام کہے جو بھی مجھے سلام کہے گا۔

رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ

مجھ میں میری روح موجود ہوگی۔

حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَام

یہاں تک کہ سن کے خود جواب ارشاد فرماؤں گا۔ اب اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان "رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دے گا، یہ الفاظ بڑے قابل غور ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح پہلے بدن سے نکل چکی ہوگی جب قبر پر کوئی سلام کہے گا تو روح واپس آ جائے گی۔ اس سے بہت تکلیف لازم آئے گی۔ اس واسطے کہ وہاں کوئی سال میں ایک دو سلام تو نہیں جاتے وہاں تو لاکھوں فرشی بھی سلام پہنچاتے ہیں اور لاکھوں عرشی بھی سلام پہنچاتے ہیں تو اگر ہر سلام کے وقت آئے اور پھر نکل جائے

پھر آئے اور پھر نکل جائے تو پھر یہ ایک تکلیف کا معاملہ بن جائے گا حالانکہ سلام کا مطلب تو ایک راحتوں کی دعا ہے تو خالق کائنات نے یہ بندوبست کر رکھا ہے۔

رڈ روح کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ کے جمال میں یوں مستغرق ہیں کہ وہ توجہات اللہ کے دربار میں زیادہ ہیں لیکن جب امتیوں کا سلام پہنچتا ہے تو ادھر سے توجہ اللہ کے حکم سے ان پر بھی فرما دیتے ہیں۔ کہ یہ تمہارے غلام ہیں اگرچہ تمہیں دیکھ نہیں سکے اب دور سے قریب سے پڑھ رہے ہیں، ان پر توجہ کر دو یہ رد روح کا مطلب ہے فرمایا کہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا جائے گا کہ میں اُدھر سے عالم ملکوت سے جو استغراق ہوتا ہے اُس مشاہدہ سے نکل کر ادھر بھی توجہ کروں گا اور جو سلام کہے گا اُس کا جواب میں اپنے کسی سیکرٹری سے نہیں دلواؤں گا میرے غلاموسہارا رکھو اور خوش ہو جاؤ تم مجھے کہتے ہو سلامت رہو میں تمہیں کہتا ہو سلامت رہو میں خود جواب دوں گا۔

اس میں کتنی لذت ہے اور اس میں غمزدوں کیلئے کتنا سہارا ہے اور قیامت تک کیلئے یہ کتنا بڑا ہمارے لئے حصار ہے کہ انسان جہاں کہیں غموں کی دھوپ میں جھلسنے لگے فوراً اس دربار میں سلام کہے فائدہ اسکا کتنا ہوگا۔ یہ کہے گا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

میں آپ کیلئے سلامتی کی دعائیں کر رہا ہوں تو ادھر سرکار مدینہ کہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اُمَّتِیْ

اے میرے امتی میں تجھے سلامتی میں دیکھنا چاہتا ہوں اور سرکار جس کیلئے سلامتی کی دعا کر دیں اُسے غم نڈھال کیسے کر سکتے ہیں تو یہ قیامت تک کیلئے اُن لوگوں کو جو بالخصوص بعد میں آنے والے تھے ایک ذریعہ دے دیا گیا کہ تم اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کے دربار سے دور نہ سمجھو وہ تمہیں پہچانتے ہیں اور تمہارے سلام کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں اور جواب دینا پہلے سننے کو مستلزم ہے اگر کوئی سنائی نہ دے تو

جواب کیسے دے یہ نہیں ہوسکتا، لہٰذا اقتضاء النص سے یہ ماننا پڑے گا اس مقام پر کہ پہلے سنتے ہیں پھر جواب دیتے ہیں اور پھر جب بیک وقت کروڑوں کے پہنچ رہے ہوں تو ان کے ہاں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے اتنا وسیع مطالعہ ہے کہ ہر لمحہ جو جو بولتا ہے اس کو جانتے ہیں اور اس کو اسی طرح کا جواب دیتے ہیں جس طرح کا وہ سلام کرتا ہے وہ محبت جو اس نے ظاہر کی ہے اسی طرح اپنی طرف سے محبت کا اظہار فرما دیتے ہیں۔

تو یہ ردروح کا مطلب ہوا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں اسکو بیان کیا ہے ردروح کے اس پورے معنی پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے اشعۃ اللمعات کی جلد نمبر 1 اور صفحہ نمبر 407 پر تفصیل سے اس بات کو بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں جب وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ کرام سے گفتگو نہیں کرتے تھے ادھر سے توجہ پھیر لیتے تھے، نگاہیں ہٹا لیتے تھے آنکھیں بند کر لیتے تھے جب وحی کے نزول کا وقت گزر جاتا جو گھنٹہ تھا آدھا گھنٹہ پانچ منٹ وہ جب گزر جاتا تو پھر صحابہ کرام کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے تھے اور فرماتے کہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا گیا ہے تو کیا جب وحی نازل ہو رہی تھی تو روح بدن سے نکل گئی تھی نہیں نہیں روح بدن میں موجود تھی۔ لیکن ساری توجہ روح کے خالق [illegible] کی طرف تھی۔ اب مخلوق کی طرف کر دی ہے تو ایسے ہی قبر شریف میں موجود ہیں جس وقت ان غلاموں کا سلام پہنچتا ہے اللہ کی توفیق سے اُس کے اذن کے مطابق اپنے غلاموں پر جو توجہ فرماتے ہیں اس کو ردّروح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اب یہاں سے جو نکتہ اخذ ہوا وہ کتنا حسین نکتہ ہے یہ حدیث شریف ہی اصل میں اس عقیدے کو ثابت کر رہی ہے کہ ہمارے محبوب علیہ السلام پر موت آئی تو صرف ایک لمحہ کیلئے اُس کے بعد نہیں کیوں اس واسطے کہ جس وقت وہ لمحہ پورا ہوا فورا

ایسی بات سامنے آئی۔ صحابہ کرام رضوان علیھم اجمعین موجود تھے اور آج ہمارے لحاظ سے مثال کے طور پر پاکستان کے اندر کوئی ایک منٹ بھی نہیں بتا سکتا کہ جس میں کہیں نہ کہیں سے صلوۃ کا نذرانہ پیش نہ کیا جارہا ہو۔

ایک نہیں بیک وقت ہزاروں پیش کر رہے ہونگے اور پھر دیگر مخلوقات میں اب صحابہ کرام کا جونہی لمحہ وصال کے بعد اگلہ لمحہ آیا تو صحابہ کرام کی طرف سے سلام پہنچ چکا تھا جب صحابہ کرام کی طرف سے سلام پہنچ چکا تھا تو پھر یہ حدیث شریف ہے کہ جب بھی سلام آئے گا تو میری روح لوٹا دی جائے گی، اب پہلا سلام جو بعد از وصال پہنچا تو وعدے کے طور پر روح کو حقیقی طور پر لوٹا دیا گیا اور اس وقت سے لیکر قیامت تک رب کعبہ کی قسم ہے ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرے گا جو سلام سے خالی ہے۔ جب سلام ہمیشہ کیلئے موجود ہے تو پھر روح بھی بدن میں موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن روح سے خالی صرف ایک لمحہ کیلئے ہے اُس پر ہمیشہ امت کا عقیدہ رہا ہے اور اس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے یہ صرف

بجریان سنت الٰہی موت است بیکرار

اللہ کی سنت کو پورا کرنے کیلئے تھا جو قانون تھا اور وہ بھی اختیار کے ساتھ اور چاہت کے ساتھ

وبعد ازاں ہیچ زمانہ خالی نیست

اُس وقت سے لیکر ہمیشہ تک کوئی ایک منٹ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں محبوب علیہ السلام کا بدن روح سے خالی ہو ہر وقت وہ روح بدن میں موجود ہے۔ حیات حسی حقیقی دنیاوی اس انداز میں اس میں جلوہ گر ہے کہ جو جو پکارتا ہے وہ سنتے بھی ہیں، جس طرح کہ آپ نے ابھی امام عتبی کی بات سنی اعرابی کا آپ نے سلام سن بھی لیا اور سن کے امداد

بھی فرمادی ہے۔اس واسطے امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تمام بحث کو سمیٹ کے ان اشعار میں بند کر دیا۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

کوئی ہمارے بارے میں یہ پراپیگنڈہ نہ کرے کہ یہ موت مانتے ہی نہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
اُس آن کے بعد اُن کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضاء مانی ہے

یہ موت کا اتنا فلسفہ تھا کہ وہ آئی ہے اور پھر حیات لوٹا دی گئی ہے اور سارے انبیاء علیہم السلام کا معاملہ یہی تھا، اسواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کا منظر بیان کرتے ہوئے خود یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ حدیث شریف مسلم شریف میں موجود ہے، حدیث کا نمبر 2375 ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ

جس رات مجھے سیر کرائی گئی اُس رات مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

پاس سے گذرا، عِندَ الکَثِیبِ الاَحمَرِ
سرخ ٹیلے کے پاس سے
وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیُ فِیُ قَبرِہٖ
وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے، اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس بات کی وضاحت کرر ہے ہیں اور پھر یہ دیکھو کہ وہ سفر کتنی تیزی کا تھا اس وقت آپ براق پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر اتنی تیزی کے باوجود بھی نگاہ نبوت قبروں کے اندر بھی دیکھ سکتی ہے۔

حالانکہ تیزی میں بندے کا بھائی بھی سڑک پہ کھڑا ہو اُس کو بھی نہیں پہچان سکے گا لیکن براق کی بجلی سے تیز رفتاری میں گذرتے ہوئے اس وقت روڈ پہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نہیں تھے قبر کے اندر تھے لیکن پھر بھی محبوب علیہ السلام نے دیکھ لیا اور فرمایا اور اس حقیقت کو واضح کرنا تھا کہ ہیں تو قبر کے اندر مگر حیات حسی ہے، حیات حقیقی ہے اگر چہ برزخ کے اندر ہیں مگر دینوی اس انداز سے ہے کہ جیسے دنیا میں نماز پڑھتے ہوئے قیام کیا جاتا ہے قبر میں بھی قیام کرر ہے ہیں۔ قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں، یہ کوئی گھڑی ہوئی باتیں نہیں ہیں یہ تو محبوب علیہ السلام سے پڑھی ہوئی باتیں ہیں۔

وہ اجساد جن پر خالق کائنات نے اتنا کرم کیا اور ان کو نبوت کا مرکز بنادیا اور اتنی تجلیات عطا فرمادیں کہ جب وہ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اُس کے بعد خالق کائنات اُن کو ایسی حیات دے دیتا ہے کہ جس کی بدولت وہ کھڑے بھی ہیں اور نماز بھی پڑھ رہے ہیں، حیات سلامت ہے ذہانت موجود ہے عقل ہے حافظہ ہے سب کچھ ہے اور پھر نماز ادا کرر ہے ہیں تو یہ شان ہے اللہ کے رسولوں کی کہ خالق کائنات جل جلالہ اُن کو مرنے کے بعد ایسی حیات عطا فرمادیتا ہے۔

یہ معاملہ تو ایک تحقیقی تاریخی معاملہ ہے اور اس پر جو دلائل ہیں وہ ایک انبار ہے لیکن ہم تو یہ بیان کرر ہے ہے کہ محبوب علیہ السلام کو جن نگاہوں نے دیکھا اور جہاں

جہاں بھی ایمان جلوہ گر ہو گیا اگرچہ صحابیت پر فائز نہ ہو سکے لیکن آپ کی چمک ایسی ہے کہ جس سینے پر پڑ گئی وہ سینہ بھی قبر میں مدینہ بن گیا، آپ کے بارے میں ایسا سوچنا کہ قبر میں مر کر مٹی میں مل گئے ہیں یہ تو کتنی بڑی بے وقوفی اور کم ظرفی ہے کہ کلمہ بھی پڑھیں اور یہ باتیں بھی کرتے ہیں۔ آپ کے صحابہ کرام کا اتنا واضح عقیدہ ہے۔

یہ حدیث شریف مسلم شریف کی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 76 پر موجود ہے کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا تو انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ جب مجھے دفن کرنا تو پھر کیا کرنا

اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ

میری قبر کے گرد دائرہ بنا کے کھڑے ہو جانا کیوں؟

حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ

تا کہ تمہیں دیکھ کر قبر میں میرا دل لگ جائے۔

وَاَعْلَمُ مَا اُرَاجِعُ رُسُلَ رَبِّیْ

تا کہ فرشتوں کے سوالوں کے جواب دینے میں آسانی پیدا ہو جائے، تم ذکر کرتے رہو گے میں سنتا رہوں گا جواب دینا آسان ہو جائیں گے، تو حقیقت میں اُن کیلئے کوئی مشکل کا معاملہ نہیں تھا بلکہ یہ تعلیم تھی بعد والوں کیلئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بہت زیادہ عظمت ہے اور آپکی حیات کی حیات شہداء سے کہیں زیادہ عظمت ہے یہ تو آپ کے غلاموں میں درجہ بدرجہ ایسی روشنی موجود ہے کہ قبر میں جا کے بعد والوں کو دیکھ کے قبر میں دل لگا سکتے ہیں اور یہ کوئی تو ہم پرست نہیں بلکہ صحابی ہیں جو حکم دے رہے ہیں کہ تم پڑھتے رہنا میں سنتا رہوں گا تو یہ وہ انداز ہے جو شریعت مطہرہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک کو عطا فرمایا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆